OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

نبوی دعوت کے اسلوب ومراحل: سیرت سرورِ عالم ﷺ" از مولانا مودودیؒ کا اختصاصی مطالعہ

Styles and Steps of Prophetic Call: A Special Study of Sirat-e-Sarwar-e-Ālam by Mawlāna Mawdūdī

Rabia Bibi
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan
Email: rabianasir.kpk1@gmail.com
Dr. Muhammad Ikramullah
Associate Professor, Department of Islamic & Religious studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan
Email: drmikramullah@gmail.com
Dr. Muhammad Hayat Khan
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan
Email: hayat.khan715@gmail.com

Abstract

Mawlāna Mawdūdī's book "Sīrat-e-Sarwar-e-Ālam" is considered as one of the authoritative books of Sīrah, in which the discussions of Sīrah in Maulana Mawdūdī's Tafsīr "Tafhīm-ul-Qur'ān" along with his Sīrah works in his other writings are compiled. The study presents the style and manner of presenting the methods and stages of Da'wah of the Prophet in Sīrat-e-Sarwar-e-Ālam has been discussed so that the people associated with Sīrah writing can benefit from it. Mawlāna Mawdūdī has divided the Da'wah of the Prophet into two phases: "Meccan era and Madani era". To understand the nature of the da'wah during the ten years of the Meccan era, the author discusses the instructions given to the Holy Prophet for the da'wah activities, and the prophetic wisdom adopted to face of difficulties encountered along the way. Under the heading of the true nature of Islamic Da'wah, in addition to mentioning the Tawḥīd of the Almighty, the message of Muhammad, the Qur'an being the word of Allah and the arguments for believing in the Hereafter, the arguments of the polytheists, and the necessity of the Prophet, the efforts and measures taken by the people of Makkah to thwart the call of the Prophet are included. The author divides the opponents of Islam into two groups, "severe opponents", and "opponents". The paper concludes that the author's style of writing is smooth, and influential in which the whole outline of the different stages of Da'wah of the Prophet along with the behavior of the opponents and their tactics is presented. Besides it also sheds light on the steadfastness and perseverance of the believers.

Keywords: *polytheists, opponents, dawah, steadfastness, perseverance,*

CC BY

sirah, madani era, Meccan era

تعارف

سیرت النبی ﷺ پر اسلامی علوم سے وابستہ اہلِ علم نے ہر دور میں قلم اٹھایا ہے اور اس کے مختلف گوشوں کو آشکار کیا ہے۔ ان اہلِ علم میں سے ایک نام مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ کا ہے جن کی کتاب "سیرتِ سرورِ عالم ﷺ" سیرت کی معتبر کتب میں شمار ہوتی ہے۔ یہ کتاب سیرت پر باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ مولانا مودودیؒ کی تفسیر "تفہیم القرآن" میں موجود سیرت کے مباحث کو ان کی دیگر تحاریر میں موجود مضامینِ سیرت کے ساتھ یکجا کرنے کے بعد ان کو کتابی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ مولانا مودودیؒ کی تحاریر جدید تعلیم یافتہ افراد کے درمیان بے حد مقبول ہیں جس کی وجہ سے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ ان کی اس کتاب میں دعوتِ نبوی ﷺ کے مناہج و مراحل کو پیش کرنے کے انداز اور اسلوب کو زیرِ بحث لایا جائے تاکہ سیرت نگاری سے وابستہ افراد اس سے استفادہ کر سکیں۔

بنیادی تحقیقی سوالات

1۔ کتاب "سیرت سرور عالم ﷺ" میں دعوتِ نبویؐ کے مناہج و مراحل کو کس انداز میں پیش کیا گیا ہے؟

2۔ کتاب "سیرت سرور عالم ﷺ" کا غالب اسلوب تحریر کیا ہے؟

سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ

منہج دعوت نبوی ﷺ شخصی کردار کی اہمیت و تاثیر، ایم فل سکالر شوکت علی شوکانی کا مقالہ کتابی شکل میں المکتبۃ الاسلامیہ نارووال سے ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا ہے جس میں دعوت نبوی ﷺ کے مراحل کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔ بیسویں صدی میں اردو سیرت نگاری کے مناہج واسالیب، سید عزیز الرحمن کا آرٹیکل مجلہ فکر و نظر، جلد ۴۹ شمارہ ۲۔۳ سن ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا۔ علاوہ ازیں اردو سیرت نگاری کی مناہج و اسالیب کے نام سے زوار اکیڈمی پبلی کیشنز سے سید عزیز الرحمن کی کتاب شائع ہوئی ہے۔

یہ مضمون اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے اردو سیرت نگاری میں کتاب "سیرت سرور عالم" میں دعوت نبوی ﷺ کے مناہج واسالیب پر تحقیقی کام پہلے موجود نہیں تھا۔

منہج تحقیق

مقالہ ہذا میں بیانیہ منہج کو اپناتے ہوئے اولاً کتاب کا مختصر تعارف اور مصنف کے حالاتِ زندگی کو مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد "سیرتِ سرورِ عالم ﷺ" کی دوسری جلد، جس میں دعوتِ نبوی ﷺ کے اسالیب کو پیش کیا گیا ہے، کا جائزہ لیا گیا ہے اور آخر میں بحث سے اخذ ہونے والے نکات کو نتائج کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کا تعارف

"سیرت سرورِ عالمؐ" سیرت نبوی ﷺ پر بیسویں صدی کی ایک مایہ ناز تصنیف ہے یہ کتاب سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ مولانا مودودیؒ کی تفسیر تفہیم القرآن اور مختلف تحریروں کو اکٹھا کر کے مرتب کی گئی ہے[1] تین جلدوں پر مشتمل ہے جس میں سے پہلی دو جلدیں نعیم صدیقی[2]، عبدالوکیل علوی[3] نے مودوی صاحب کی مختلف تحریروں سے مرتب کیں۔ پہلی دو جلدیں مرتب ہونے کے بعد مودودی صاحبؒ نے ان کا مطالعہ کیا اور دوسری جلد میں سیرت سے متعلق کچھ عنوانات کا اضافہ کیا تا کہ سیرت کی مربوط کتاب بن سکے۔

دوسری جلد میں باب چہارم سے باب آٹھ تک دعوتِ نبویؐ کے مختلف مراحل کا ذکر ملتا ہے۔ باب آٹھ میں "دعوت اسلامی کو روکنے کے لیے قریش کی تدبیریں" دعوت کے رد عمل میں آنے والی مشکلات کا ذکر ہے۔

تیسری جلد میں ہجرت مدینہ سے وصال تک کے حالات و واقعات بیان ہوئے ہیں مگر یہ جلد مولانا مودودی کی وفات کے بعد تحریر ہوئی۔ اس جلد کو عبدالوکیل علویؒ، رفیع الدین ہاشمیؒ[4]، حفیظ الرحمٰن احسنؒ[5] نے مرتب کیا۔ مودودی صاحب نے پہلی دو جلدوں کو پڑھنے کے بعد تیسری جلد مدنی زندگی کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے مگر بیماری کے باعث اس جلد کے مسوّدے اور تحریر سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ ان کے بعد یہ کام ان کے ساتھیوں نے کیا۔ بنیادی طور پر یہ کتاب مولانا کی تحریروں پر مشتمل ہے مگر کسی مقام پر وضاحت کے لیے مرتبین نے اضافہ کیے جیسے کسی واقعہ کی تفصیل کے لیے مستند احادیث شامل کیں۔ کتب سیر میں سیرت ابنِ ہشام سے مدد لی کیوں کہ مودودیؒ صاحب خود اس کتاب کو ترجیح دیتے تھے۔[6]

مولف کا تعارف

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ والد کا نام سید احمد مودودیؒ تھا۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو حیدر آباد دکن کے شہر اور نگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں سید منظر علی شاہ نے مولانا سے خواہش کی کہ وہ اپنی سوانح لکھیں خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے مولانا نے اپنی مختصر سوانح لکھی اور خاندان کا تعارف بیان کیا اور بتایا کہ اہل بیت کی ایک شاخ تیسری صدی ہجری میں ہرات[7] کے قریب آباد ہوئی جو "چشت" کے نام سے مشہور ہوئی ۔اس خاندان کے بزرگ حضرت ابو احمد ابدال چشتیؒ (م ۳۵۸ھ)[8] حضرت حسن مثنیٰ حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں سے تھے۔ ان سے ہی مشہور چشتیہ صوفی سلسلے کی ابتداء ہوئی۔ ان کے نواسے حضرت ناصر الدینؒ ابو یوسف چشتی (سادات کی دوسری شاخ سے تھے) کے فرزند حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ تھے جو تمام چشتیہ خاندان ہند اور مودودیہ خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ سید ابوالاعلیٰ کا تعلق جس شاخ سے تھا وہ نویں صدی ھجری میں ہندوستان آئی تھی اور ان کے پہلے بزرگ حضرت ابوالاعلی مودودیؒ (م ۹۳۵ھ) تھے ان کی چھٹی پشت میں سے ابوالاعلیٰ تھے۔[9]

ابتدائی تعلیم اپنے والد سے گھر میں ہی حاصل کی۔ قرآن و حدیث، صرف و نحو کا علم اپنے والد سے سیکھا اور اس کے بعد مدرسہ فوقانیہ کی جماعت رشدیہ میں داخل ہوئے یہ ایک نیا نظام تعلیم تھا جس میں جدید اور قدیم علوم کو ملا دیا گیا تھا جہاں آپ پہلی بار جدید علوم سے واقف ہوئے اور گیارہ سال کی عمر میں ۱۹۱۴ میں مولوی، امتحان مدرسہ فوقانیہ اورنگ آباد سے پاس کیا۔[10]

دار العلوم حیدر آباد میں مولوی عالم (انٹر میڈیٹ) میں داخلہ لیا۔ چھ ماہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد کی طبیعت خراب ہونے پر بھوپال[11] چلے گئے اور والد کی خدمت کی وجہ سے مزید نہ پڑھ سکے اور ۱۹۱۸ء میں اخبار نویسی میں قدم رکھا اور اخبار "مدینہ "(بجنور) کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں جمیعت علمائے ہند کی اخبار "مسلم" کے مدیر ہوئے ۱۹۲۸ء میں اس اخبار کی جگہ آنے والے اخبار 'الجمعیہ" کو ترک کر دیا اور مطالعہ و تحقیق میں مصروف ہو گئے۔

پھر ۱۹۳۲ء میں ماہنامہ "ترجمان القرآن" نکالا اور مختلف رسالوں میں آپ کی تحریریں شائع ہوتی رہیں۔ مختلف کتابیں بھی تحریر کیں۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں پروفیسر بھی رہے۔ جماعت اسلامی کی بنیاد مولانا مودودیؒ نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ۱۹۴۱ء میں پٹھان کوٹ (پنجاب) انڈیا کے ایک گاؤں جمال پور میں قائم کی جو بعد میں لاہور منتقل ہوئی۔[12]

وفات

۲۶ مئی ۱۹۷۹ء کو آپ علاج کے لیے امریکہ گئے اور ۶ ستمبر ۱۹۷۹ء کو مودودیؒ صاحب کو دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے ہسپتال لے جایا گیا ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو تیسرا دورہ پڑا جس سے وفات پا گئے ۲۳ ستمبر کو امریکہ اور ۲۶ ستمبر ۱۹۷۹ء کو قذافی سٹیڈیم لاہور میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور ذیلدار پارک اچھرہ لاہور میں دفن کیے گئے۔

سیرت سرور عالم ﷺ میں دعوتِ نبوی کے اسالیب:

کتاب "سیرت سرور عالم ﷺ" کی جلد دوئم میں باب چہارم سے باب آٹھ تک دعوت نبوی ﷺ کے اسالیب و مراحل تحریر کیے گئے ہیں۔ باب چہارم: "آغاز رسالت اور خفیہ دعوت کے ابتدائی تین سال" باب کی ابتداء میں مولانا مودودیؒ نے نبیؐ پر نازل ہونے والی پہلی وحی الہی کی ابتدائی کیفیت اور مضمون کے بارے میں بیان کیا۔[13] اس کے بعد دعوتِ نبویؐ کے پہلے اسلوب و مرحلے کا ذکر کیا جس میں خفیہ طریقے سے تبلیغ کی گئی تھی۔ مؤلف نے خفیہ تبلیغ کے تین سالہ دور کی حکمت کے بارے میں لکھا کہ ابتدائی تین سالوں میں آپؐ نے ایک تو خفیہ طریقے سے دعوت دینی شروع کی اور دوسرا ان لوگوں کو دعوت دی جن سے قبول اسلام کی آپؐ کو پوری امید تھی۔ اس ضمن میں مؤلف نے اس بات کی وضاحت کی کہ نبی پاکؐ نے جن لوگوں کو دعوتِ اسلام دی وہ انتہائی قابل اعتماد شخصیات تھیں۔ رحمت دو جہان ان کے بارے میں پر اعتماد تھے کہ وہ ان تمام امور کو اللہ کے حکم تک راز میں رکھیں گے۔[14]

مؤلف نے بتایا کہ ان تین سالوں میں دعوت کا کتنا کام ہوا؟ قریش کے کن قبائل کو دعوت اسلام دی اور ان کے علاوہ باہر کے کن قبائل کو دعوت دین دی؟ مؤلف کا کمال یہ ہے کہ ان تین سالوں کے دوران اسلام لانے والوں کے ناموں کی ایک فہرست تیار کی ہے جس میں قبائل اور ان کے اسلام قبول کرنے والے افراد کے نام ذکر کیے ہیں۔ اس سلسلے میں بتایا کہ انہوں نے بہت تلاش و جستجو کے بعد یہ کام کیا ہے کیوں کہ کسی مقام پر ان کو ناموں کی یہ فہرست یک جا نہیں ملتی۔[15] اس فہرست کے اختتام پر مولانا نے لکھا ہے کہ خفیہ دور میں اسلام قبول کرنے والوں کی کل تعداد ۱۳۳ تھی۔[16]

باب پنجم: "دعوتِ حق کے لیے ہدایات جو نبی ﷺ کو دی گئیں"

اس عنوان کے تحت مؤلف نے دعوتِ نبویؐ کے دوسرے مرحلے کا ذکر کیا جس میں مکی دور کے دس سالوں میں دعوت کی نوعیت اور طریقہ کار پر بحث کی ہے۔ ابتداء میں بیان کیا کہ دس سالوں کی دعوت کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ دو نکات واضح کر دیے جائیں تا کہ ان دس سالوں میں رونما ہونے والے واقعات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ نبی کریمؐ کو کون کون سی ہدایات دی گئی تھیں؟ جن کی مدد سے آپؐ نے کارِ رسالت کو بخوبی سرانجام دیا۔ دوسرا یہ کہ اسلامی دعوت کی حقیقی نوعیت کیا تھی؟ جس کی وجہ سے مخالفین نے ایک طوفان برپا کر دیا، مگر یہ دعوت کیسی حکمتوں پر مبنی تھی کہ تمام مشرک بے بس ہو گئے۔[17]

پہلا موضوع جو نبی ﷺ کو دی گئی ہدایات کے متعلق تھا مؤلف نے لکھا ہے ان ہدایات کو تین مضامین پر مشتمل قرار دیا جا سکتا ہے۔ ۱۔ اس بات کی تعلیم کہ خود نبی کریم ﷺ اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار کریں اور کس طرز پر کام کریں۔[18]

۲۔ حقیقت نفس الامری کے بارے میں ابتدائی معلومات اور حقیقت میں ان غلط فہمیوں کی تردید جو پہلے سے اس معاشرے میں پائی جاتی تھیں جن کی وجہ سے لوگوں کا رویہ غلط ہو رہا تھا۔[19]

۳۔ صحیح رویہ کی طرف دعوت اور ہدایتِ الٰہی کے ان بنیادی اصولِ اخلاق کا بیان جن کی پیروی میں انسان کے لئے فلاح و سعادت ہے۔[20]

مؤلف نے ان تینوں مضامین کے متعلق دعوت کے سلسلے میں بتایا کہ ابتداء میں زبان نہایت شیریں اور پر اثر، مختصر اور مخاطب قوم کے مطابق بہترین ادبی رنگ لیے ہوئے تھی تا کہ مخاطبین کے دلوں میں بات بیٹھ جائے۔[21] دعوت کا یہ اسلوب ان دس سالوں میں تقریباً چار پانچ برس تک جاری رہا۔ مؤلف نے اس مرحلے میں دعوت کے نتائج کو تین صورتوں میں ظاہر ہونا قرار دیا ہے۔ پہلی صورت یہ تھی کہ چند صالح لوگ دعوت کو قبول کر کے امت مسلمہ بننے کے لئے تیار ہو گئے۔ دوسری صورت یہ ظاہر ہوئی ایک کثیر تعداد یا تو جہالت اور خود غرضی کی بناء پر یا باپ دادا کے دین کی محبت کے باعث مخالفت پر آمادہ ہو گئی۔ تیسری صورت یہ ظاہر ہوئی اس نئی دعوت کی آواز مکہ اور قریش سے نکل کر ایک وسیع حلقے تک پہنچ

گئی۔[22]

دعوت کے دوسرے مرحلے کے بارے میں مؤلف نے لکھا کیا کہ یہ مرحلہ تقریباً آٹھ، نو سال تک جاری رہا۔ اس مرحلے میں اسلامی تحریک اور جاہلیت کے درمیان شدید عداوت اور نفرت کا سلسلہ شروع ہوا۔ مسلمانوں پر انتہائی سخت مظالم ڈھائے گئے جن میں معاشی اور معاشرتی مقاطعہ بھی شامل تھا۔ ان مصائب سے تنگ آکر مسلمانوں نے ہجرت بھی کی۔ اس مقام پر مؤلف نے یہ بھی واضح کیا کہ اس نوخیز تحریک میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا اور اللہ پاک حسب ضرورت اور موقع اپنے نبی ﷺ پر خطبے نازل کرتا رہا جن کی بدولت اہل ایمان میں صبر واستقامت، تقویٰ اور ایسا جوش پیدا ہوا جس سے وہ بڑے طوفانوں کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔[23] مولانا مودودیؒ کے مطابق دعوت کا یہ مرحلہ بہت سے منازل پر مشتمل تھا اور ہر منزل دعوت میں وسعت آتی گئی اور مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا، مختلف عقائد کے لوگوں سے واسطہ پڑا جس کی بدولت اللہ رب العزت کی طرف سے آنے والے پیغامات کے مضامین میں بھی اضافہ ہوا۔

اس دعوتی مرحلے کے دوران مولانا صاحب نے ان ہدایات کا ذکر بھی تفصیلاً کیا جو اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو دی گئی تھیں ہر ہدایت کو قرآنی آیات کی روشنی میں اخذ کیا ہے اور ان ہدایات کی بدولت آپ ﷺ کو اس کار عظیم کے سرانجام دینے میں معاونت ملی۔

دعوت میں حکمت اور موعظت کا لحاظ

"ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ"[24]

"اے نبی، اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت و حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ" مولانا مودودیؒ نے آیت مبارکہ کے مطابق دعوت کے دو نکتوں کا ذکر کیا۔ (۱) حکمت سے دعوت دینا یعنی مخاطب کی ذہنی استعداد دیکھ کر ان کو دعوت اسلام دی جائے۔ (۲) عمدہ طریقے سے نصیحت کی جائے یعنی اس کی طرف شوق و رغبت پیدا کی جائے اور مخاطب کے احساسات وجذبات کو بھی ابھارا جائے۔[25]

دعوت حق کے لئے ٹھنڈا اور سنجیدہ اسلوب

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا"[26]

ترجمہ: "اور اے محمدؐ، میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو۔" دراصل شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے حقیقت یہ شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔ اس میں اہل الایمان کے لئے ہدایت ہے کہ وہ مخالفین اور کفار سے بحث و مباحثے سے گریز کریں اور ان کی ناگوار باتوں پر صبر سے کام لیں۔[27]

داعی کا منصب اور ذمہ داری

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ[28]

ترجمہ "دیکھو، تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آ گئی ہیں اب جو بینائی سے کام لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا جو اندھا بنے گا خود ہی نقصان اٹھائے گا۔ میں تم پر کوئی پاسباں نہیں ہوں۔"

اس آیت مبارکہ سے مولانا صاحب نے دعوتِ دین کے لئے یہ ہدایت مراد لی ہے کہ آپ ﷺ مخاطبین کو دعوتِ اسلام پیش کریں، قبول کرنا، نہ کرنا ان کی اپنی مرضی ہے یہ آپؐ کی ذمہ داری نہیں۔[29]

تبلیغ کا آسان طریقہ

ارشاد ربانی ہے: "وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى (8) فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى"[30]

ترجمہ: "اور اے نبی، ہم تم کو آسان طریقے کی سہولت دیتے ہیں۔ پس نصیحت کرو اگر نصیحت نافع ہو۔"

آیت مبارکہ سے یہ ہدایت آپؐ کو دی گئی نصیحت ایسے لوگوں کو کی جائے جن سے نفع کی امید ہو۔[31]

حکمتِ تبلیغ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ"[32]

ترجمہ: "اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ سے" مؤلف نے دعوتی اسلوب میں یہ ہدایت اخذ کی کہ بحث دلیل، نرمی اور مہذبانہ انداز میں کرنی چاہیے تاکہ بات مخاطب کے دل میں اتر جائے۔"

"دعوتِ حق کے لیے صحیح طریقہ کار" اس عنوان کے تحت مولانا مودودیؒ صاحب نے قرآنی آیات کی روشنی میں کچھ نکات اخذ کیے ہیں جو کہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ کے جان نشین جو دعوتِ حق کو سربلند کرنے کے اٹھیں ان نکات کی پیروی کریں۔ اصلاح کی پہلی حکمت داعی اپنے ساتھیوں کے لئے شفیق ہو اور مخالفین کے لئے نرم مزاج اور تحمل والا ہو تاکہ مخالف کی تکالیف برداشت کر سکے اور پیغام آگے بڑھا سکے۔[33] دوسری حکمت مولانا نے یہ بیان کی کہ داعی صاف اور سادہ الفاظ میں دعوت دے تاکہ مخاطب دعوت کو آسانی سے سمجھ سکے۔ مولانا صاحب نے اسی حکمت کو آپ ﷺ کی کامیابی کی وجہ قرار دیا۔[34] تیسرا نکتہ یہ بیان کی کہ جس طرح طالبین خیر کے لیے نیکی کی تاکید ضروری ہے اتنا ہی جاہلوں سے الجھنے سے گریز کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس سے داعی کی قوت دعوتِ اشاعت ضائع ہوتی ہے۔[35] چوتھا نکتہ یہ ہے کہ داعی اگر مخالفین کے ظلم وجبر پر اپنی طبیعت میں اشتعال محسوس کرے تو سمجھ لے یہ شیطانی وسوسہ ہے اور اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔[36]

باب چھ "دعوت اسلامی کی حقیقی نوعیت" ہے اس باب کے ضمن میں مولانا مودودیؒ نے اسلامی دعوت کی نوعیت و

اقسام کو سات فصول میں تفصیلاً بیان کی ہے۔ مولانا صاحب نے دعوتِ نبویؐ کے نکات کو جس باریک بینی سے بیان کیا اور ان پر روشنی ڈالی یہ اردو سیرت نگاری میں بہت قابل قدر خدمت ہے۔ اس کارکی بدولت سیرت کا قاری بہت آسانی سے دعوتِ نبویؐ کو سمجھ سکتا ہے اور آگے پھیلا سکتا ہے۔ باب کے آغاز میں میں مؤلف نے واضح کر دیا کہ پچھلے باب میں دعوت کی ہدایات بیان کیں جو اللہ کی طرف سے تھیں۔ اس باب میں دعوت کی نوعیت، اس کے امتیازی اوصاف، اسباب کا ذکر ہو گا جس بناء پر یہ پیغام عالم دنیا کے اطراف میں پھیلا۔

باب کی پہلی فصل توحید کی تعلیم او شرک کی تردید کرنا ہے۔ دعوت نبویؐ کی پہلی حقیقی نوعیت توحید کی تعلیم میں مؤلف نے اللہ کی وحدانیت کی بہت سی آیات پیش کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا ثابت ہے اور توحید پر دلائل دیے ہیں۔ جن میں تمام انبیاءؑ کی ایک دعوت، دعوت توحید کا ذکر ہے ہر نبی نے بنیادی طور پر صرف توحید کی دعوت دی ہے۔ [37] دوسری دلیل "مشرکین کا اپنے نفس کی شہادت سے استدلال" مراد جب مشرک کسی مصیبت میں پڑتے ہیں تو اپنے بناوٹی خداؤں کو بھول کر اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔ [38] تیسری دلیل "نظام کائنات سے استدلال" کرنا ہے پورے قرآن میں کائنات کے نظام کے چلنے پر غور کا بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس نظام کو چلانے والا اللہ ہی ہے۔ [39] پانچویں دلیل "توحید کے تقاضے" قرآن میں اللہ پاک نے وضاحت سے بیان کیا کہ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ [40]

باب ششم کی فصل دوم میں مؤلف نے دعوتِ نبویؐ کی دوسری نوعیت "رسالتِ محمدیؐ پر ایمان کی دعوت" بیان کیا اور اس فصل کے ضمن میں رسول کی ضرورت، اہمیت قرآن کی روشنی میں بیان کی۔ اللہ کو ایک ماننے کے بعد رسولؐ پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ رسول کے ذریعے اللہ کا پیغام باقی انسانوں تک پہنچتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَابَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ [41]

ترجمہ: "اے نبی اگر تمہارے پاس خود تمہی میں سے (یعنی انسانوں) میں سے ایسے رسول آئیں جو تمہیں میری آیات سنا رہے ہوں تو جو کوئی نافرمانی سے بچے گا ار اپنے رویے کی اصلاح کرے گا اس کے لیے خوف اور رنج کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلے میں سرکشی برتیں گے وہ ہی اہل دوزخ ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے "اس طرح اور کئی آیات قرانی سے مولانا نے استدلال کیا ہے۔ [42]

باب ششم کی فصلِ ثالث "قرآن کے کلام الہی ہونے پر ایمان کی دعوت" کو مؤلف نے اسلامی دعوت کا تیسرا بنیادی نکتہ کہا اور اس بارے میں لکھا کہ عوام الناس قرآن کو اللہ کی کتاب مانیں اور اس میں موجود عقائد، اخلاق، عبادات، معاملات

کے بارے میں دی گئی تعلیمات کو تسلیم کریں۔ پھر مصنف نے کفار کی طرف سے اس نکتے پر اٹھائے گئے اشکالات اور ان کے جوابات بھی تحریر کیے جیسے کہ کفار نے قرآب کے بارے میں یہ اعتراض کیا کہ اس کو ایک بار کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ تدریجاً کیوں نازل کیا گیا اس کے جواب میں حکمتوں کا ذکر بھی تفصیل سے کیا۔[43] باب ششم کی فصل چہارم "آخرت پر ایمان لانے کی دعوت" میں اسلامی دعوت کا چوتھا نکتہ آخرت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کیوں کہ اس میں بہت سی حقیقتیں شامل ہیں۔ جن میں پہلی انسان سے بازپرس کی جائے گی جو وہ دنیا میں کرے گا۔ دوسرا اس بازپرس کا وقت مقرر ہے۔ تیسرا اس دن تمام لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔ چوتھا دنیا میں جو کام انسان کر رہا ہے اس کو فرشتے محفوظ کر رہے ہیں۔ پانچواں اللہ کی عدالت میں کوئی سفارش، رشوت، ناحق وکالت نہیں ہو گی۔ چھٹا جنت اور جہنم کا فیصلہ اعمال کی بنیاد پر ہو گا۔[44] منکرین آخرت کے خیالات اور ان کا جواب مصنف نے بہت عمدہ انداز میں پیش کیا ہے۔ باب ششم کی فصل پنجم "اخلاقی تعلیمات" میں قرآن کی روشنی میں نے ان تمام اعمال واخلاق کو واضح کیا گیا جن کی بناء پر انسان دنیاوی وآخروی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ مؤلف نے اسباب ضلالت وگمراہی قرآن کی روشنی میں بیان کیا ہے جن میں باپ دادا کی اندھی تقلید۔ بڑے لوگوں کی پیروی، غرور وتکبر، دنیاوی خوشحالی وبدحالی کو خیر وشر کا معیار سمجھنا، خواہش نفسانی کی پیروی، غیر حق پر مگن رہنا، شفاعت کا مشرکانہ عقیدہ شامل ہیں۔[45]

دعوتِ اسلامی کا چھٹا نکتہ یہ بیان کیا کہ "عالمگیر امت مسلمہ کی تاسیس" میں تمام انسانوں کو اصل کے اعتبار سے مساوی ہیں اور قوموں نسلوں کا فرق صرف تعارف کے لیے ہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً[46]

ترجمہ: "اے انسانو، ڈرو اپنے اس رب سے جس نے تم کو فرد واحد سے پیدا کیا اور اس کا جوڑ بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت (دنیا) میں پھیلا دیے" اس نکتہ میں مصنف نے امت مسلمہ ساری ایک جیسی ہے صرف تقویٰ کی بناء پر فضیلت حاصل کی ہے کو واضح کیا ہے۔ باب ششم کی ساتویں فصل میں مصنف نے "نبی اور غیر نبی کے کام کا فرق" کو بیان کیا ہے اور اسلامی دعوت کے اہم نکات کی بحث کا خاتمہ اسی نکتے پر کیا ہے کیوں کہ ایک نبی اور غیر نبی کے طریق کار کا فرق اچھی طرح سمجھنا اسی طرح ممکن ہے۔ مولانا صاحب نے آپ ﷺ کی ضرورت بعثت، اہمیت اور فضیلت پر روشنی ڈالی ہے۔ اس باب کے اختتام پر مصنف نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے اثرت کو بیان کیا جو غیر معمولی تھے۔[47]

جلد دوئم کے ساتویں باب "دعوت عام کی ابتداء" میں مولانا مودودیؒ نے اسلامی دعوت کا تیسرا مرحلہ اعلانیہ دعوت کے بارے میں بیان کیا ہے۔ مولانا صاحب نے اعلانیہ دعوت کے بارے میں وضاحت کی ہے اگرچہ کسی سیرت نگار اور مؤرخ نے اس مرحلے کے بارے میں وضاحت نہیں کی کہ اس کے پس منظر میں کیا وجوہات تھیں مگر مولانا صاحب نے

بیان کیا کہ جس طرح سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات کے بعد آیت ۶ سے ۱۹ تک جس واقعہ کا ذکر ہوا۔ایک شخص نے اللہ کے بندے کو نماز پڑھنے سے منع کیا اور دھمکیاں دے کر اسے روکنے کی کوشش کی، حدیث کی معتبر کتابوں میں اس واقعے کی تشریح ایسے کی کہ وہ نماز ادا کرنے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ ﷺ کو روکنے والا ابو جہل تھا۔ تو مولانا صاحب نے اس واقعے سے استدلال کرتے ہوئے لکھا کہ آپ ﷺ نے دین اسلام کا اظہار حرم میں نماز ادا کر کے کیا ۔کیوں کہ اس سے پہلے مسلمان چھپ کر نماز ادا کرتے تھے۔[48] مؤلف کے مطابق اعلانیہ دعوت کا دوسرا قدم اپنے اقرباء کو دعوت دینا تھا۔ مولانا صاحب نے آیت کریمہ کی روشنی میں بیان کیا ارشاد باری تعالی ہے: وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ[49] **اس آیت** کے مطابق آپؐ نے سب سے پہلے بنی عبد المطلب، بنی ہاشم اور عبد مناف کو دعوت دی۔ مؤلف نے بلاذری اور ابن اثیر کے مطابق ان اس دعوت میں شرکت کرنے والوں کی تعداد ۴۵ لکھی ہے۔ اس دعوت میں رسول اللہؐ کے کچھ بولنے سے قبل ہی ابو لہب نے کہا' یہ تمہارے چچا اور چچازاد بھائی موجود ہیں جو چاہو کہو مگر دین سے پھرنے کی بات مت کرنا" اس طرح کی گفتگو کر کے ابو لہب نے پہلی مجلس کو خراب کر دیا۔ اس دعوت دین کے بارے میں مؤلف ایک نکتہ واضح کیا کہ اس دعوت میں آپؐ نے "اے اولاد عبد المطلب، اے عباس، اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی، اے فاطمہ محمدؐ کی بیٹی، کے الفاظ سے پکارا تھا تا کہ اس بات کی وضاحت ہو جائے کی نبیؐ کے خاندان کے لیے کوئی مراعات نہیں جس سے دوسرے محروم ہوں۔[50]

مولانا مودودیؒ نے اعلانیہ دعوت کا تیسرا قدم قریش کے تمام خاندانوں کو دعوت دینا قرار دیا۔ آپؐ ایک روز صبح سویرے کوہ صفا پر چڑھے اور بلند آواز میں " یا صباحاہ" کہہ کر پکارا اور قریش کے ایک ایک قبیلے اور خاندان کا نام لے کر پکارا جس سے تمام دوڑے دوڑے ہوئے پہنچے اور آپؐ نے ان کو دعوت دین دی۔[51] مولانا مودودیؒ نے مستند احادیث کی روشنی میں اس واقعے کو نقل کیا۔ پھر ابو لہب کی اس دعوت کی مذمت کرنا اور اس کے وجوہات بھی مؤلف نے خوب صراحتاً ذکر کیں جس سے قاری بخوبی سیرت کے واقعات کو سمجھ سکتا ہے۔

دعوتی مراحل کو بیان کرتے ہوئے مولانا صاحب نے اس کے بعد تبلیغ عام کا ذکر کیا۔ مکہ میں قیام کے دس سالوں میں آپؐ نے ہر جگہ، ہر حال میں لوگوں کو دعوت دین دی۔ حج، عمرہ پر آنے والے لوگوں کو دعوت دی۔ عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز کے میلوں میں بھی جا کر قبائل کے لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلاتے رہے۔ مقاطعہ قریش کے سخت حالات میں بھی شعب ابی طالب میں دعوتِ دین دیتے رہے۔[52]

اس کے ضمن میں مولانا مودودیؒ نے کچھ واقعات کا ذکر کیا جن سے قریش کے آپؐ کے بارے میں اعتقادات و خیالات کو ذکر کیا جس میں انہوں نے واضح کیا کہ قریش کے سردار آپؐ سے ٹکرانے اور زبردستی دعوت کو روکنے کی ہمت نہ کر سکتے تھے۔[53]

سیرت سرور عالمؐ کی جلد دوم کے آٹھویں باب "دعوتِ اسلامی کو روکنے کے لیے قریش کی تدبیریں" کے عنوان سے مولانا مودودیؒ نے قائم کیا ہے۔اس باب میں قریش کی طرف سے دعوت اسلام کو روکنے کے لیے کی جانے والی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔بحث کے آغاز میں مولانا صاحب نے بہت عمدہ انداز میں مخالفین اسلام کو دو طبقات میں تقسیم کر کے ان کے رویوں کا ذکر کیا ہے۔ان میں ایک طبقہ شدید مخالفین کا تھا اور اس میں قریش کے بڑے سردار شامل تھے مؤلف نے طبقات ابن سعد کے حوالے سے چند لوگوں کے نام تحریر کیے ہیں جن میں ابو جہل، ابو لہب، اسود بن یغوث، حارث بن عدی، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل سہمی، وغیرہ کے نام شامل ہیں۔دوسرے طبقے میں ان سردارانِ قریش کا نام شامل ہے جو دشمنی تو کرتے تھے مگر پہلے گروہ کی طرح آپ ﷺ کے پیچھے ہر وقت نہیں لگے رہتے تھے لیکن دوسرے طبقے کے کفار اسلام کے خلاف ہونے والی تمام کاروائیوں میں پہلے طبقے کے لوگوں کا ساتھ ضرور دیتے تھے۔[54]

طبقات کی تقسیم کے بعد مؤلف نے ان تدابیر کا ذکر کیا ہے جو دعوتِ اسلام کو روکنے کے لیے کفار نے کی تھیں۔ان تدابیر میں سے پہلی "حضورؐ سے مصالحت کی کوششیں" کے نام سے کتاب میں درج ہے اس کے ضمن میں مصنف نے یہ واضح کیا ہے کہ منکرین اور کفار رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اور قرآن کی تاثیر سے آگاہ تھے۔اسی بناء پر انہوں نے بارہا دفعہ کوشش کی کہ بات چیت کے ذریعے آپ ﷺ سے دین کے معاملے میں مصالحت کی جائے۔اس سلسلے میں مولانا صاحب نے عتبہ بن ربیعہ کی ملاقات کا ذکر کیا ہے جس کو مختلف محدثین نے مختلف طرق سے پیش کیا ہے۔اس کے علاوہ مصالحت کی چند اور کوششیں جو کفار کی طرف سے کی گئیں تھیں ان کا ذکر بھی مؤلف نے تفصیلاً کیا ہے جن میں تجاویز کا ذکر ہے جو کفار نے نبی پاک ﷺ کو پیش کیں تھیں جیسے وہ بن منبہ کی روایت ہے کہ قریش نے آپ ﷺ سے کہا اگر آپ ﷺ پسند کریں تو ایک سال کے لیے ہم آپ کے دین میں شامل ہو جائیں اور ایک سال آپ ہمارے دین میں شامل ہو جائیں۔[55]

دعوت دین کو روکنے کے لئے کی جانے والی تدابیر میں سے دوسری تدبیر آپ ﷺ کو ان کے چچا ابو طالب کے ذریعے اپنے دباؤ میں لانا تھا تاکہ آپ ﷺ اپنے مشن سے باز آجائیں اس مقصد کے تحت قریش نے مختلف وفود ابو طالب کی خدمت میں بھیجے جن میں سے چار کا ذکر مؤلف نے کیا ہے۔جن میں قریش کا مؤقف یہ تھا کہ ابو طالب آپ ﷺ کو اس دین کی تبلیغ سے روکیں یا پھر اپنے بھتیجے کا ساتھ چھوڑ دیں۔ابن اسحاق کی روایت مصنف نے ذکر کی کہ ابو طالب نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو جمع کیا اور رسول اللہ کی حمایت اور حفاظت کا عہد لیا جس پر ابو لہب کے علاوہ سب متفق ہو گئے۔[56]

کفار کی طرف سے دعوت اسلام کو روکنے کی تیسری تدبیر مولانا مودودیؒ نے "قریش کی چھچھوری ذلیل حرکات" کے عنوان سے بیان کی ہے۔اب قریش نے آپ ﷺ کو مخالفت کی آڑ میں انتہائی ذلیل حرکات کیں جن میں آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو طلاق دلوانے کی کوشش، آپؐ کے صاحبزادے کی وفات پر خوشیوں کا اظہار، قرآن کو سنتے ہی

شور مچانا، قرآن کے غلط معانی و مفہوم بنا کر لوگوں کو بہکانا، مسلمانوں کو فضول بحثوں میں الجھانا، مسلمانوں کی تذلیل و تضحیک کو مصنف نے بیان کیا ہے۔[57]

مؤلف نے دعوت اسلام کو روکنے کی چوتھی تدبیر "ثقافتی پروگرام" کے نام بیان کی ہے۔ مولانا مودودیؒ نے سیرت ابن ہشام کے حوالے سے محمد بن اسحاق کی روایت نقل کی ہے کفار نے اتنی تدابیر کرنے کے بعد بھی جب اسلام کو مزید پھیلتا دیکھا تو نضر بن حارث نے قریش کے ایک مجمع میں یہ تجویز پیش کی عجم سے رستم اور اسفندیار کے قصوں کو عام کیا جائے تاکہ لوگ اس میں دلچسپی لیں اور لوگوں کو قرآن سے زیادہ عجیب لگیں۔ اس مقصد کے لیے نضر نے گانے والی لونڈیاں بھی خریدیں اور اسلام سے متاثر ہونے والے لوگوں پر ان لونڈیوں کو مسلط کرتا، تاکہ وہ اس لہو ولعب میں مشغول ہو کر اسلام سے ہٹ جائیں۔[58]

مؤلف نے اسلام کی دعوت کو روکنے کی پانچویں تدبیر "جھوٹ کی مہم اور اس کے اثرات" کے تحت لکھا ہے کہ کفار نے دعوت عام کو روکنے کے لئے آپ ﷺ کے خلاف ہر طرف جھوٹی مہم پھیلا دی تاکہ لوگوں کو متنفر کیا جا سکے اور کوئی آپ" کو ساحر کہتا کوئی کاہن، کوئی مجنون، کوئی سحر زدہ۔ اگر کوئی تجارت کی غرض سے مکہ آتا تو اسے بھی جھوٹ کے ذریعے آپ ﷺ سے متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی۔[59] ان تدابیر کو ذکر کرنے کے بعد مؤلف نے مکہ سے باہر اشاعت اسلام کی وجہ یہ ہی بیان کی زیادہ لوگون کے دلوں آپ ﷺ کو ملنے کی خواہش ہوئی کہ آخر وہ کیسا بندہ ہے جس کے خلاف یہ طوفان کھڑا کیا گیا ہے اس طرح اسلام مزید پھیلا۔ مؤلف نے کچھ صحابہ کے قبول اسلام کے واقعات بھی ذکر کیے ہیں۔ چھٹی تدبیر میں مولانا نے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ابو بکر صدیقؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، عمار بن یاسرؓ، خباب بن ارتؓ، بے کس غلاموں اور باندیوں پر ہونے والے مظالم کو مولانا نے واقعات کی صورت میں بیان کیا ہے۔[60] اس باب کے اختتام پر مصنف نے رسول اللہؐ پر سورہ الم نشرح کے نزول کے ذریعے آپؐ کو دی جانے والی تسلی کا ذکر کیا ہے کہ جب آپؐ پر مشکلات بہت بڑھ گئیں تو اللہ نے اس سورت کو نازل کیا۔ اور اس سورت کی آیات کی تفسیر میں مؤلف نے بیان کیا کہ آپؐ کے رفع ذکر سے مراد قیامت تک اللہ کے ذکر کے ساتھ آپؐ کا ذکر ہوتا رہے گا۔[61]

نتائج بحث

مقالہ ہذا میں ذکر کردہ بحث سے درج ذیل نکات اخذ ہوتے ہیں:

1. مولانا مودودیؒ نے دعوتِ نبوی ﷺ کو دو مراحل "مکی دور اور مدنی دور" میں تقسیم کیا ہے اور مکی دور کو دو مزید ادوار "خفیہ دعوت (ابتدائی تین سال) اور اعلانیہ دعوت (مکی دور کے آخری دس سال) میں تقسیم کیا ہے۔
2. مصنف نے دعوتِ نبوی ﷺ کے مکی دور میں اعلانیہ دعوت کو چار مراحل بیت اللہ میں نماز کی ادائیگی، اقرباء کو دعوت دینا، قریش کے تمام خاندانوں کو دعوت اور تبلیغِ عام، میں تقسیم کیا ہے۔

3. مکی دور کے دس سالوں میں دعوت کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے مصنف نے نبی اکرم ﷺ کو دعوتی سرگرمیوں کے لئے دی جانے والی ہدایات کو زیرِ بحث لانے کے علاوہ اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا سامنا کرنے کے دوران اپنائی جانے والی نبوی حکمت کو بیان کیا ہے۔

4. دعوتِ اسلامی کی حقیقی نوعیت کے عنوان کے تحت توحیدِ باری تعالیٰ، رسالتِ محمدی ﷺ، قرآن کے کلام اللہ ہونے اور آخرت پر ایمان لانے کے دلائل کا تذکرہ کرنے کے علاوہ مشرکین کے استدلات، ضرورتِ رسالت، محاسبہ آخرت اور منکرینِ آخرت کے اعتراضات کے شافی جوابات بھی شامل ہیں۔

5. اہلِ مکہ کی جانب سے دعوتِ نبوی ﷺ کو روکنے کے لئے کی جانے والی کوششوں اور تدبیروں کو بیان کرتے ہوئے مصنف نے مخالفینِ اسلام کو دو طبقات "شدید مخالفین"، جنھیں "معاندین" بھی کہا جا سکتا ہے، اور "مخالفین" میں تقسیم کیا ہے اور ان کی اپنائی جانے والی تدابیر کو "مصالحت کی کوششوں، خاندانی اور ثقافتی دباؤ، چھچھوری حرکات، پروپیگنڈہ اور مظالم" کے عناوین کے تحت بیان کرنے کے بعد ان کے اثرات کا جائزہ لیا ہے۔

6. مصنف کا طرزِ تحریر شستہ، سلیس اور پراثر ہے جس میں ایک طرف دعوتِ نبوی ﷺ کے مختلف مراحل کا پورا خاکہ قاری کے سامنے آجاتا ہے تو دوسری جانب مخالفین کا طرزِ عمل اور ان کی تدابیر کی منظر کشی کے علاوہ نبی اکرم ﷺ اور اہلِ ایمان کی ثابت قدمی اور استقامت پر بھی بھرپور روشنی پڑتی ہے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

[1] مودودی، ابوالاعلیٰ، سیرت سرورِ عالم ﷺ، ادارہ ترجمان القرآن لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۱۳ء، ج۱، ص ۳۶

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, Lahore: Idārah Tarjumān al Qur'ān Limited, 2013, 1: 36

[2] نعیم صدیقی اردو زبان کے ایک بلند پایہ ادیب، شاعر، سیرت نگار، صحافی، اور جماعت اسلامی کے فعال کارکن تھے۔ اصل نام فضل الرحمٰن تھا۔ ۴ جون ۱۹۱۶ء کو تحصیل چکوال ضلع جہلم کے گاؤں خانپور میں پیدا ہوئے آپ کا شجرہ نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے آپ کے اجداد بصرہ سے ہجرت کر کے گجرات کے گاؤں احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اینگلو ورنیکلر مڈل سکول خانپور سے حاصل کی۔ مڈل پاس کرنے کے بعد کلر سیداں کے ہائی سکول میں داخل ہوئے آپ نے تقریباً مختلف موضوعات پر تیس کتابیں تحریر کیں۔ ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کے

کارکن بنے اور نشر و اشاعت کے ناظم کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے اور ۱۹۹۴ میں جماعت اسلامی کی نئی تبدیلیوں کی بناء پر مستعفی ہو گئے ۲۵ ستمبر ۲۰۰۲ء کو فجر کی نماز کے بعد انتقال کر گئے۔ نماز جنازہ منصورہ لاہور میں پڑھائی گئی۔

[3] عبدالوکیل علوی یکم جنوری ۱۹۴۰ء کو پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قیام پاکستان کے وقت اپنے نانا کے ہمراہ ہجرت کر کے سندھ آئے کچھ عرصے کے بعد پنجاب تشریف لے آئے۔ جہانیاں (پنجاب) سے مڈل کا امتحان پاس کیا میٹرک، ایف اے، فاضل عربی کا امتحان ملتان بورڈ سے پاس کیا پھر جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے التخصص فی التاریخ الاسلام کیا اس کے بعد ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات جامعہ پنجاب سے کیا جامعہ پنجاب سے ایم یو ایل کی ڈگری بھی حاصل کی۔ شعبہ تحقیق، جماعت اسلامی سے وابستگی رہی۔ زندگی کا بہت وقت ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور میں ریسرچ سکالر کی حیثیت سے کام کیا بہت سی کتب مرتب کیں جن میں اہم کارنامہ تفہیم الاحدیث آٹھ جلدوں پر مبنی ہے سیرت سرور عالم، یہودیت و نصرانیت بھی آپ نے مرتب کیں ۱۱ جنوری ۲۰۱۶ ءکو وفات پائی اور منصورہ لاہور میں نماز جنازہ ادا ہوئی۔(https://www.badban.com)

[4] رفیع الدین ہاشمی ۹ فروری ۱۹۴۰ء کو (مصریال) ضلع چکوال میں پیدا ہوئے، آپ کے والد محبوب شاہ نے دہلی کے مدرسے فتح پور سے تعلیم حاصل کی آپ چھ برس کے تھے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور آپ کی پرورش آپ کی دادی نے کی۔ بچپن میں ہی حفظ قرآن کیا انبالہ مسلم ہائی سکول سرگودھا سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج سرگودھا سے ایف اے کا امتحان ۱۹۶۰ء میں پاس کیا کالج کے حلقہ ادب میں شرکت کی وجہ سے ادب و تنقید میں ذوق پیدا ہوا، ۱۹۶۳ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا اور اورینٹل کالج لاہور سے ۱۹۶۶ میں ایم اے اور ۱۹۸۱ء میں پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی اور اورینٹل کالج لاہور میں علمی خدمات سرانجام دیں ۲۰۱۴ء میں صدارتی تمغہ امتیاز سے نوازا گیا۔

[5] پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں ضلع سیالکوٹ کے نواحی شہر پسرور میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق ایک دینی اور متوسط گھرانے سے تھا بچپن سے ہی گھر میں میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول پسرور سے پاس کیا ۱۹۵۶ء میں گریجویشن کا امتحان پاس کیا اور دسمبر ۱۹۵۹ میں تدریس شروع کی ۱۹۶۵ء میں اپنے اشاعتی ادارے ایوان ادب کی بنیاد رکھی آپ ایک قابل ادیب، محقق، اور نعت گو تھے ۱۹۷۶ء میں نعیم صدیقی کی ادارۃ میں شائع ہونے والے رسالے سیارہ سے وابستہ ہوئے اور مولانا مودودی کی تحریروں سے لگاؤ رکھتے تھے۔ ۲۳ فروری ۲۰۲۰ میں وفات پائی(https://www.roznamanews.com)

[6] مودودی، ابوالاعلی، سیرت سرور عالم، ج ۳، ص ۳۰

Mawdūdī , Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 3: 30

[7] ہرات افغانستان کا تیسرا بڑا اور قدیم شہر ہے

[8] ندوی، ابوالحسن علی حسنی، تاریخ دعوت و عزیمت (حصہ سوم) مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ، ۲۰۱۰ء، ص ۲۲

Nadvī, Abū al Ḥasan 'Alī Ḥasanī, *Tārīkh Da'wat-o-'Azīmat*, Lucknow: Majlis Taḥqīqāt-o-Nashriyāt-e-Islām, 2010, 3: 22

[9] عاصم نعمانی، تصوف اور تعمیر سیرت، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ص ۱۰

Nu'mānī, 'Āṣim, *Taṣawwuf or Ta'mīr-e-Sīrat*, Lahore: Islāmic Publications Limited, p: 10

[10] آباد شاہ پوری، تاریخ جماعت اسلامی، حصہ اول، پس منظر و تاسیس، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور، ۱۹۸۹، ص ۱۷۸

Ābād Shāhpūrī, *Tārīkh Jamā'at Islāmī: Pass-e-Manẓr-o-Ta'sīs*, Lahore: Idārah Ma'ārif Islāmī, 1989, p: 178

11 بھوپال بھارت کی ریاست مدھیہ پردیش کا دارالحکومت ہے

12 اجمل خان، حکیم، جماعت اسلامی کو پہچانیے، دارالکتاب پٹودی ہاؤس، دریا گنج نئی دہلی، ۱۹۸۶ء، ص ۱۹۸

Ajmal Khan, Ḥakīm, *Jamā'at Islāmī ko Pahchāniye, New Dehli: Dār al Kitāb Patodī House, 1986, p: 198*

13 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرورِ عالمؐ، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، ط نہم، ج ۲، ص ۱۳۰

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 130

14 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرورِ عالمؐ، ج ۲، ص ۱۵۴

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2:154

15 ایضاً، ص ۱۵۵

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 155

16 ایضاً، ص ۱۶۱

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 161

17 ایضاً، ص ۱۶۵

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 165

18 ایضاً، ص ۱۶۶

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 166

19 ایضاً

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*

20 ایضاً

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam.*

21 ایضاً

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam.*

22 ایضاً

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam.*

23 ایضاً، ص ۱۶۷

Mawdūdī, Abū al 'Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 167

24 سورۃ النحل ۱۶: ۱۲۵

Sūrah al Naḥal, 16: 125

25 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرورِ عالمؐ، ج ۲، ص ۱۶۸

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 168

26 سورہ بنی اسرائیل ۱۷: ۵۳

Sūrah banī Isr ā’īl, 17: 53

27 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرورِ عالمؐ، ج ۲، ص ۱۶۹

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 169

28 سورہ الانعام ۶: ۱۰۴

Sūrah al An’ām, 6: 104

29 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرورِ عالمؐ، ج ۲، ص ۱۷۰

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 170

30 سورۃ الاعلیٰ ۸۷: ۹،۸

Sūrah al A’lā , 87: 8, 9

31 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرورِ عالمؐ، ج ۲، ص ۱۷۱

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 171

32 سورہ العنکبوت ۲۹: ۴۶

Sūrah al ‘Ankabūt, 29: 46

33 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرورِ عالمؐ، ج ۲، ص ۱۷۷

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 177

34 ایضاً، ص ۱۷۷

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 177

35 ایضاً

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam.*

36 ایضاً

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam.*

37 ایضاً، ص ۱۹۸

Mawdūdī, Abū al ‘Alā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 198

38 ایضاً۔ ص ۲۰۵

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 205

39 ایضاً، ص ۲۱۱

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 211

40 ایضاً، ص ۲۲۰

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 220

41 سورۃ الاعراف ۷: ۳۵،۳۶

Sūrah al A'rāf, 7: 35, 36

42 ایضاً، ص ۲۳۱

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 231

43 ایضاً، ص ۳۱۵

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 315

44 ایضاً، ۳۲۵

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 325

45 ایضاً، ص ۴۰۳

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 403

46 سورۃ النسآء ۴: ۱

Sūrah al Nisā', 4: 1

47 ایضاً، ص ۴۸۴

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 484

48 ایضاً، ص ۴۹۴

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 494

49 سورۃ الشعرآء ۲۶: ۲۱۶

Sūrah al Shu'arā', 26: 216

50 ایضاً، ص ۴۹۴

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 494

51 ایضاً، ص ۵۰۰

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 500

52 ایضاً، ص ۵۰۵

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 505

[53] ایضاً، ص۵۱۲

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 512

[54] ایضاً، ص۵۱۵

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 515

[55] ایضاً، ص۵۲۱

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 521

[56] ایضاً، ص۵۲۶

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 526

[57] ایضاً ص، ۵۳۲

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 532

[58] ایضاً، ص۵۳۳

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 533

[59] ایضا، ص۵۳۶

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 536

[60] ایضاً، ص۵۵۳

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 553

[61] ایضاً، ص۵۵۹

Mawdūdī, Abū al ʻAlā, *Sīrat Sarwar-e-Ālam*, 2: 559